Dr. Sabina Awais
Associate Professor
Govt. College Women University
Sialkot

ڈاکٹر سبینہ اویس اعوان
ایسوی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو
گورنمنٹ کالج وومن یونی ورسٹی، سیال کوٹ

مصنوعی ذہانت کے اردو ادب پر اثرات

"Effects of artificial intelligence on Urdu literature"

Abstract: In the 21st century AD, mobile phones, internet, social networking websites, computers and information technology have seen a lot of innovation.In the second decade of the 21st century, the echoes of a new technique began to be heard all over the world, which was called artificial intelligence.It requires human intelligence.If we examine the impact of artificial intelligence on Urdu literature, there are many examples of it in Urdu literature as well.With its help, many foreign literatures are translated into Urdu language, but this translation is not in accordance with the author's intention because it is not a literal translation. This makes it difficult to reach the spirit of creation. Literature is the name of expression of human feelings and emotions; therefore, art samples can come out through artificial intelligence, but true reflection of human emotions is not possible because the machine is unable to understand human inner emotions. In the future, it is expected that novels, fiction and poetry will also be created through artificial intelligence. Apart from this, to evaluate the quality of these literary works, a software will be created which will provide research and critical analysis of these works.In this way, the reputation of human writers and creators may decrease and jobs in various literary institutions may also decrease.In short, it can be said that artificial intelligence can have a profound impact on literature in the future.

Key Words: Artificial Inteligence, Global System, Global Village, human intelligence, Internet, Social Network

انسان، خالقِ کائنات کی وہ تخلیق ہے جس نے اپنی ذہنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر نظامِ عالم کو وہ رنگ وروپ دے دیا ہے کہ انسانی عقل خود حیران ہے، آج دنیا گلوبل ویلج بن چکی ہے، بلاشبہ جنگلوں میں رہنے والا انسان، آسمان کی وسعتوں کو چھو چکا ہے، زمین کی تہوں میں چھپے خزانوں کو دریافت کر چُکا ہے۔ اس نے آسمان پر پرواز کرتے پرندوں کو دیکھ کر اڑنے کا خواب دیکھا تو اپنے خوابوں کے اڑن کھٹولے اور الف لیلیٰ کی کہانیوں میں اڑنے والے قالین کو ہوائی جہاز کی شکل میں شرمندۂ تعبیر کیا۔ انسان نے جو سوچا، وہ کیا۔ اپنی تخیلاتی دنیا کو حقیقت کا روپ دیا، پرانے وقتوں میں دُور بیٹھے ایک دوسرے سے بات کرنا، آواز سننا یا فاصلاتی رابطے میں ویڈیو کے ذریعے ایک دُوسرے کو دیکھنا، ان سب معاملات کو محض ایک دیوانے کا خواب، فینٹسی یا جِنّات کا کام سمجھا جاتا رہا ہے۔ لیکن آج یہ سب ممکن ہو چکا ہے۔ انسان نے وہ سب حاصل کر لیا ہے جس کا زمانۂ قدیم کے انسان نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔

موجودہ عہد میں ہم اس دنیا کے باسی ہیں جہاں زندگی کا ہر شعبہ ٹیکنالوجی کے زیرِ اثر ہے۔ ٹیکنالوجی کے انقلاب میں سب سے اہم یجاد

کمپیوٹر ہے۔ اس نے اپنی خصوصیات سے انسانی زندگی کو آسان اور حیرت انگیز بنادیاہے، اس کی برق رفتار ترقی نے ہر شعبۂ زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے لیاہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ترقی سے انسان جتنا شاداں ہے اتنا ہی پریشان بھی ہے۔خوش اس لیے کہ یہ مشین جس قدر ہماری زندگی میں داخل ہوگئی ہے، اس نے انسانی زندگی کو آسان کر دیاہے۔ اب اس کے بغیر گزارہ ممکن نہیں، اور پریشان اس لیے اس کی کارکردگی اور دائرۂ کار انسان کی اپنی شناخت کے لیے خطرہ بنتا جارہاہے۔

اکیسویں صدی میں موبائل فونز، انٹرنیٹ، سوشل نیٹ ورک اور ٹیکنالوجی کے میدان میں جدت آئی ان میں سب سے اہم پیش رفت آرٹی فیشل انٹیلی جینس (اے آئی) کا عملی زندگی میں اطلاق ہے۔ آرٹی فیشل انٹیلی جینس ایلن ٹیورنگ کی ایجاد ہے۔فی زمانہ آرٹی فیشل انٹیلی جینس نے ہر شعبۂ زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے لیاہے۔ مصنوعی ذہانت (آرٹی فیشل انٹیلی جینس) سے مُراد وہ مشینیں ہیں جو کسی حد تک سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہوں اور بعض مواقع پر انسان کی طرح ایکشن بھی لے سکتی ہیں۔ باقر نقوی، مصنوعی ذہانت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ”مصنوعی ذہانت ابھی تک کی معلومات اور ترقی کے پیش منظر میں کمپیوٹر سائنس، علمِ افعال الاعضا اور فلسفے کے اتصال کو کہتے ہیں جس کی مدد سے انسان میں موجود قدرتی ذہانت کو سمجھا جاسکے اور اس کی نقالی کے قابل مشینیں بنائی جاسکیں جو انسان کے دماغ کے متبادل کے طور پر کام کرنے کے قابل ہوسکیں“۔(۱)

جن سائنس دانوں نے مصنوعی ذہانت کی دنیا میں محنت کرکے اس کو عملی شکل دینے میں اپنا کردار ادا کیا ان میں جان میک کارتھی، اسٹوارٹ رسل، پیٹر نوروگ، جان ہاگلینڈ وغیرہ کا نام خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ اس علم کا اصل مقصد ٹیکنالوجی کو اس حد تک آگے لے جانا ہے کہ جس میں مشین انسان کے عمل دخل کے بنا خود تمام امور سرانجام دینے کی صلاحیت سے بھرپور ہو۔ جس کی ایک بڑی مثال انسان نما روبوٹ ہیں تاہم اس کے مثبت اور منفی اثرات سے منہ بھی نہیں موڑا جاسکتا۔ صادقہ خان اس ٹیکنالوجی پر روشنی ڈالتے ہوئے کچھ یوں لکھتی ہیں:

> ”بنیادی طور پر آرٹی فیشل انٹیلی جینس یا اے آئی انسانی دماغ کو مسخر کرکے اس سے کئی گنا زیادہ سوچنے سمجھنے اور پھر عمل کرکے دکھانے والی مشین تیار کرنے کی سائنس ہے۔ یہ ۱۹۴۰ سے دنیا بھر کے سائنس دانوں اور محققین کا پسندیدہ ترین موضوع رہاہے اور قریباً نصف صدی کے اس سفر میں تحقیق کا یہ عالم ہے کہ آج انسان مصنوعی انسانی دماغ ایم مورٹیلٹی ٹیکنالوجی کی تخلیق کے منصوبے پر کام کا آغاز کرچکا ہے مصنوعی ذہانت کے ذریعے سائنس اور ٹیکنالوجی کو بام عروج پر پہنچانے کی ایک کوشش ہے جسے آرٹی فیشل انٹیلی جینس کا نام دینے والے سائنسدان جان میک کارتھی نے اس نووارد مضمون کو ایسی مشینیں بنانے کی سائنس قرار دیا جو ذہانت رکھتی ہوں“۔(۲)

موجودہ عہد میں دیکھا جائے تو آج بہت سی ایسی مشینیں ایجاد ہوچکی ہیں جو مصنوعی ذہانت کی مدد سے چلتی ہیں۔ نیند سے جگانے والی گھڑی میں صرف اتنی ذہانت ہے کہ ایک مقررہ وقت پر گھنٹی بجاتی ہے اور تب تک بجتی ہے جب تک اسے بند نہیں کر دیا جاتا۔ کپڑے دھونے والی مشین میں مائیکرو چپ کی صورت میں ایسا دماغ فٹ کر دیا گیاہے جس کے ذریعے وہ ضرورت کے مطابق خود بخود پانی حاصل کرکے سارا کام خود کرتی ہے سائنس دانوں کے نزدیک آرٹی فیشل انٹیلی جینس کے منصوبے کی کامیابی کے امکان بہت زیادہ ہیں بس نئی ذہانت سے متعلق امکانات اور اس کے اثرات کے بارے میں باقر نقوی لکھتے ہیں:

"جیسے جیسے مصنوعی ذہانت کی سمت ترقی ہو گی معاشرے کو مصنوعی ذہانت سے متعلق بہت سے اخلاقی اور معاشرتی مسائل پر بھی نظر ڈالنی ہو گی...... مصنوعی ذہانت آلے ایجاد کرنے والے انسانوں کہ قدرتی تو سیع کے مترادف ہیں اور انسانیت کا مستقبل ہماری تخلیقات سے ناقابل تنسیخ طور پر منسلک رہے گا"۔(۳)

باالفاظِ دیگر آرٹی فیشل انٹیلی جینس کی مجموعی طور پر یہ کوشش ہوتی ہے کہ ایسی مشین بنائی جائے جو سوچ سکے، مشکل اور پیچیدہ معاملات کا حل دے سکے۔ اصول وضوابط کا تعین کر سکے۔ الفاظ اور چیزوں کی پہچان کر کے ان کے متعلق اپنی رائے دے سکے۔ یہ ایپلی کیشن نہ صرف بات کو سمجھنے کی اہلیت رکھتی ہے بلکہ اس کا جواب دینے کی بھی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ مختلف تکنیکوں سے انسانی ذہانت والے کام نمٹا سکتی ہے۔ اس کے اندر مختلف زبانوں اور الگورتھم کا ایسا سسٹم ہے جس سے یہ برق رفتاری سے کام کرتی ہے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہماری زندگی یا ہمارے معاشرے پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ تو اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ اس سے جہاں آسانیاں آئیں گی وہیں انسانی وجود سوالیہ نشان بنتا جائے گا۔ ریسرچ بتاتی ہے کہ آئندہ سالوں میں مشینیں علاج کریں گی، مشینیں کھانا بنائیں گی، مشینیں ہر کام کریں گی تو اس کے نتیجے میں بیروزگاری جنم لے گی اور مشینوں کی حکومت میں انسانی وجود نظر انداز ہو جائے گا۔ اقبال نے تو بہت پہلے مشینوں کی حکومت کو دل کی موت قرار دیا تھا۔ جن سے انسانی جذبات متاثر ہوں گے۔ اس بارے میں شمس الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں:

"ایلن ٹیورنگ کو کمپیوٹر نظریے اور عملی نظریات کا موجد کہا جا سکتا ہے۔ جب اس کی بنائی ہوئی حاسب مشین ترقی کر کے کمپیوٹر کی شکل اختیار کرنے لگی۔ تو یہ سوال بہت شدومد سے اٹھایا گیا کہ اب انسان اور کمپیوٹر میں کیا فرق رہ گیا یا رہ جائے گا؟ اس سوال کو حل کرنے کے لیے ٹیورنگ نے اپنا امتحان ایجاد کیا۔ انسان اور کمپیوٹر کو الگ الگ پردے میں بٹھا کر یہ سوالات ان کے سامنے رکھے جائیں، جج کو یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ جواب دینے والا وجود مشینی ہے یا انسانی؟..... ایک بار تو معاملہ الٹ ہو گیا۔ کیوں کہ ایک خاتون نے ایسے تیز اور مفصل جواب دیے کہ جج کو دھوکا ہو گیا کہ یہ جواب مشین نے دیے ہیں، انسان نے نہیں"۔(۴)

تو آج کے دور میں جہاں ہر شعبۂ زندگی مصنوعی ذہانت سے متاثر ہے تو اس کے ادب پر بھی اثرات متنوع ہو سکتے ہیں اگر ہم شاعری کے میدان میں دیکھیں تو یہ کس طرح سے کارآمد ہو سکتی ہے۔ اس کی مدد سے پرانے اردو ادب کو ڈیجیٹل شکل میں محفوظ کیا جا سکتا ہے، اگر اسے علمِ عروض اور شعری نظام دے دیا جائے تو نئی نسل کو اردو شاعری سیکھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ اس سے نئی تخلیقات اور موضوعات کے انتخاب میں آسانی ہو گی۔ مصنوعی ذہانت کی مدد سے شاعری کے لیے نئے موضوعات طرزِ اظہار کے لیے نئے وسائل سامنے آئیں گے۔ مصنوعی ذہانت الگورتھمز، مختلف زبانوں اور ثقافتوں سے متاثر ہو کر نئے موضوعات کے انتخاب میں مدد کر سکتی ہے۔

مصنوعی ذہانت کے تناظر میں نمایاں مثال اشفاق احمد کے افسانوں کی ہے جو ان کے سائنس فکشن افسانوی مجموعے "طلسم ہوش افزا" میں شامل ہیں۔ اس مجموعے کا پہلا افسانہ "قصاص" مصنوعی ذہانت کی بہت اعلیٰ مثال ہے۔ قصاص ایک ایسی کہانی ہے جو وفاداری، انتقام کے جذبات کی عکاسی کرتی ہے۔ اس میں ایک گاڑی جس کا نام لینڈ روور ہے، اپنے مالکوں کے قاتلوں کو نہ صرف شناخت کر لیتی ہے بلکہ ان کو قتل

بھی کر دیتی ہے۔ اس افسانے میں سائنس فکشن کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے ایسی خودکار مشین گاڑی کا ذکر ہے جو انسانی جذبات یعنی غصہ اور بدلہ لینے کی خواہش بھی رکھتی ہے۔ وہ اپنے مالکوں کے قاتلوں کے صاف بچ جانے پر غصہ کر جاتی ہے اور ان کو دردناک طریقے سے ہلاک کر کے انتقام لے لیتی ہے اس حوالے سے ہم درجات اقتباس ملاحظہ ہو:

> "رات کا سماں، اونچی اور مدھم سٹریٹ لائٹس، قاتلوں کے چہرے پر شیطانیت، ساتھ ہی تحقیر، اور خود بینی اور خود رائی کے تاثرات، آنکھوں میں شرارت اور لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ قاتلوں کو اتنا قریب، اس قدر پُرسکون اور ایسے گھمنڈی اور مغرور دیکھ کر لینڈ روور کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اس کی بتیاں ایک دم روشن ہو گئیں۔ پھر اس نے فرسٹ گیئر میں ۱۲۰ میل کی سپیڈ پر اپنے آپ کو ابھارا اور اینٹوں سے اچھل کر بمپر جوڑ کے گورے قاتل کو ٹکر ماری، جو کچھ دیکھے سوچے بغیر وہیں ڈھیر ہو گیا"۔(۵)

لینڈ روور نے اپنے مالکوں سابو اور دینو کے قاتلوں کو ان کے انجام تک پہنچا کر اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔۔ لوگوں کی اس بات کو غلط ثابت کر دکھایا کہ صرف گھوڑا، کتا اور کالا تیتر اپنے مالک کا وفادار ہوتا ہے۔ اس افسانے میں مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے ایک مشین کو بظاہر انسانی جذبات سے مسلح کر کے اسے خود سوچنے، سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت سے مکمل دکھایا گیا ہے کہ کیسے وہ اپنے مال کو سامنے دیکھ کر انتقام کی آگ میں بھڑکنا شروع کر دیتی ہے، اور فوراً بدلہ لینے کے لیے حرکت میں آ جاتی ہے، اور مجرموں کو دردناک موت کی نیند سلا کر دوبارہ اپنی جگہ پر جا کے ٹھہر جاتی ہے اور نہ صرف ٹھہرتی ہے بلکہ اپنے اگلے ٹائروں کے آگے ویسے ہی اینٹیں جما لیتی ہے جیسے پولیس نے رکھی تھیں اقتباس ملاحظہ ہو:

> "صبح جب ڈی آئی جی صاحب اپنے تفتیشی عملے کے ساتھ موقع واردات پر آئے تو لینڈ روور اسی طرح سے اپنی جگہ پر کھڑی تھی اس کے پہیوں کے آگے ایک ایک اینٹ بدستور رکھی ہوئی تھی"۔(۶)

اس حوالے سے اشفاق احمد کا ہی افسانہ "سونی" بھی قابل غور ہے، جس میں مصنوعی ذہانت کی بھرپور جھلک نظر آتی ہے۔ سونی ایک وی سی آر کا نام ہے جسے اس کا مالک بختیار بے انتہا محبوب رکھتا ہے اور اسے اپنی جان کہتا ہے۔ نہ صرف سونی بلکہ اپنی دوسری الیکٹرانک اشیا کو لے کر وہ بہت سنجیدہ ہوتا ہے اور بالکل انسانوں کی طرح ان کے لیے جذبات رکھتا ہے۔ بختیار کو چند ماہ کے لیے فارسٹ جانا پڑتا ہے، اس کی غیر موجودگی میں اس کی بیوی اس کے ساتھ بے وفائی کرتی ہے۔ بختیار جب واپس آتا ہے تو اسے اکیلا پا کر سونی یعنی وی سی آر بغیر کسی کنکشن کے آن ہو کر اس سے گفتگو کرتی ہے اور اپنے مالک کی بیوی کی بے وفائی کی ساری داستان اسے کیا سناتی ہے بلکہ اسے سکرین ان کر کے باقاعدہ تمام مناظر دکھاتی ہے اسی افسانے سے میں درجہ ذیل اقتباس درج کیا جاتا ہے:

> "سونی نے کہا شرم آتی ہے اور کہے بنا رہا بھی نہیں جاتا کہ خجستہ نے تیرے بعد اچھا نہیں کیا وفا کے نام کو بٹہ لگایا اور تجھے بھول بھال کے تیرے ہی گھر میں ایک اور گل کھلایا"۔(۷)

آرٹی فیشل انٹیلی جینس یا مصنوعی ذہانت کے پوری دنیا کے ادب پر اثرات نمایاں ہیں۔ اس حوالے سے اردو فکشن میں بھی مصنوعی ذہانت کے امکانات کافی روشن ہیں۔ اس نئی ذہانت کے استعمال سے اردو ادب میں ایسا ادب تخلیق کیا جا سکتا ہے جو انسان کی نفسیات کی تشکیل کر سکے۔ ایسا امکان ظاہر کیا جا رہا ہے کہ مستقبل قریب میں مصنف اور اس کی بھی تحلیل نفسی کی جا سکے۔ ممکن ہے کہ آنے والے

چند سالوں میں اردو کی بین الاقوامی کانفرنسوں، بڑی ادبی بیٹھکوں، ادبی نشستوں میں مصنوعی ذہانت سے تیار کردہ ادیب بیٹھیں اور بڑے تخلیق کار و ادیبوں اور مصنفین اور دانشوروں کے درمیان بیٹھ کر خود اعتمادی سے ادبی مکالمے کر سکیں۔

مصنوعی ذہانت کی مدد سے ادب کو مختلف زبانوں میں بہتر طریقے سے ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ شاعروں کو لکھنے کے لیے موضوعات یا خیالات کی جدت دے سکتی ہے، یہ ادھورے ادب کو مکمل کرنے میں بھی ادبا کی مدد کر سکتی ہے۔ یہ ادبا کے لیے ایک تخلیقی آلے کے طور پر مددگار ہو سکتی ہے۔ کلاسیکی روایتی شاعری اور جدید اردو ادب کے اسلوب اور الفاظ کو یکجا کر کے اردو شاعری کو ایک نیا امتزاج دے سکتی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ساختیات کہ اس مفروضے کی حامل ہے کہ تحریر خود کو خود لکھتی ہے اس میں لکھاری کا کوئی کمال نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

"ساختیات نے مصنف کو مسترد کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا تھا کہ لکھت کو لکھاری نہیں لکھتا، وہ خود اپنے آپ کو لکھتی ہے"۔(۸)

اپنی اس کتاب میں آگے جا کر ڈاکٹر وزیر آغا نے بھی اس نظریے کو رد کیا۔ انھوں نے شعریات، زبان اور تخلیق کار کو آپس میں لازم و ملزوم قرار دیا ہے۔ تخلیق کار کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں مصنوعی ذہانت / آرٹی فیشل انٹیلی جینس تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے میں مددگار ثابت تو ہو سکتی ہے جو شاعر کی تخلیقی صلاحیتوں کو مزید نکھار دے لیکن تخلیق کار نہیں ہو سکتی۔ شاعر کی جذباتی کیفیت اور انسانی گہرائی کو ایک شاعر بطور انسان ہی مؤثر طور پر بیان کر سکتا ہے، ایک آلہ یا مشین جذبات و احساسات یکسر سے عاری ہوتی ہے۔ شاعری خود لطیف احساسات و جذبات کے اظہار کا نام ہے، اگر اردو شاعری کی بات کی جائے تو اس میں غزل اور غزل کے اوزان، بحر، متنوع موضوعات ملتے ہیں۔ اس کے بعد نظم میں رباعی، قطعہ، قصیدہ، دوبیتی، ہائیکو، سب اصنافِ نظم۔ مختلف مزاج کی حامل ہیں۔ سیّد عبد اللہ لکھتے ہیں:

"غزل کا لباس نرم و لطیف ہے..... غزل میں پردہ داری، نوک جھونک، نکتہ طرازی اور دانش آموزی گھلتی ملتی ہے، رباعی میں دانشورانہ۔ کم گوئی مگر ذہانت ملتی ہے..... قطعے میں واقعات سے دانش پیدا کرنے کا رجحان ہے..... قصیدہ مسلمانوں کی سپاہیانہ زندگی کے رعب داب، تکلف اور تحمل کی علامت ہے"۔(۹)

اکیسویں صدی عیسوی میں ترقی پذیر ممالک میں بھی اے آئی کا چرچہ بہت عام ہے۔ یہ سیری اور الیکسا جیسے ورچول انسٹنٹس کو فعال بنا دیتی ہے اور بغیر ڈرائیور چلنے والی کاروں اور خود کار ڈرونز میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کا استعمال صحت کی دیکھ بھال، خلائی تخلیق ،مالیات اور تمام شعبہ ہائے زندگی میں بڑھ رہا ہے۔ عہد حاضر میں چیٹ جی پی ٹی مصنوعی ذہانت کی عمدہ ترین مثال ہے۔ اس کا آغاز ۲۰۲۲ میں ہوا یہ مختلف زبانوں کا وسیع ماڈل ہے یہ تراجم کر سکتا ہے اور دنیا جہاں سے معلومات اکٹھی کر کے پوچھے گئے سوالات کو ممکنہ جواب دیتا ہے، لیکن یہ انٹرنیٹ پہ موجود مواد سے معلومات اکٹھی کرتا ہے۔ یہ مسنون ذرائع سے حاصل ہونے والے نتائج نے دنیا کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر دیا ہے۔ اسی طرح مصنوعی ذہانت کے ذریعے واٹس ایپ، ٹویٹر، فیس بک وغیرہ جیسی سوشل ویب سائٹس کو بھی آپس میں جوڑا جا رہا ہے تاکہ اس منصوبے میں جدت لائی جا سکے۔

مستقبل میں مصنوعی ذہانت اپنی مہارت سے اردو شاعری کی تمام اصناف کی خصوصیات سے خود کو مزین کر سکتی ہے۔ مصنوعی ذہانت نظم اور غزل لکھ سکتی ہے۔ لیکن ابھی کاملیت کے اس درجے تک نہیں پہنچ سکی کہ شاعری کی ان تمام اصناف کو ان کے شعری مزاج

کے مطابق لکھ سکے۔ میں نے مصنوعی ذہانت کی حامل چیٹ جی پی ٹی کو "اداسی" کے موضوع پر نظم لکھنے کی کمانڈ دی تو اس کا شعری نمونہ ملاحظہ کیجیے:

اداسی کی چادر
اداسی کی چادر میں لپٹی ہوئی
یہ دنیا ہے خاموش، سنسان سی
کچھ الفاظ کھوئے ہیں، کچھ خواب ٹوٹے
خیالات بکھرے ہیں، دل ہے جھکا ہوا
ہوا سرد چلتی ہے، گزر جاتی ہے
یہ لمحے بھی جیسے گنے جا چکے
ہر چہرہ ہے بے نور، ہر دل ہے گم صم
یہ راتوں کی گہرائی، نہ ختم ہونے والی
مگر پھر بھی امیدوں کا دامن پکڑے
یہ دل مانگتا ہے کوئی روشنی
شاید ایک صبح، یہ دھند چھٹے گی
اداسی کی چادر بھی چھٹ جائے گی

بنیادی طور پر یہ ایک اوسط درجے کی شاعری ہے۔ مصنوعی ذہانت دنیا کے کسی ایک کونے سے دوسرے کونے تک معلومات تو فراہم کر سکتی ہے مگر وہ انسانی لمس، جذبات یا محبت کو نہیں پہنچا سکتی۔ مصنوعی ذہانت ذخیرۂ الفاظ اور الگورتھم کی بنیاد پر مختلف انسانوں کے تجربات کو مدنظر رکھتے ہوئے یادوں اور میلانات کو جمع کر کے پیش کرتی ہے۔ مگر ان جذبات کا تجربہ محسوس نہیں کر سکتی، یہ یادوں کو ذخیرہ تو کر سکتی ہے لیکن اس میں خیال یا جذبے کی گہرائی یا شدت نہیں ہوتی۔ ناصر عباس نیر لکھتے ہیں:

> "مصنوعی ذہانت کے پاس زبان ہے۔ زبان میں لکھے گئے متون ہیں، ان متون کو سمجھنے کی ذہانت اور انھیں نئے پیرایوں میں ترتیب دینے کا سادہ تخیل ہے۔ اس کی ساری دنیا دراصل زبان و متن کی دنیا ہے۔ لیکن وہ جسمانی و روحانی مصائب محسوس نہیں کر سکتی۔ وہ موت کا خوف رکھتی ہے نہ اپنوں سے جدائی کا کوئی اندیشہ.....وہ لمس کی لذت اور لمس کے عذاب دونوں سے واقف نہیں.....اسے گزرے ہوئے زمانوں اور ترک کی ہوئی جگہوں کا ناسٹلجیا بھی نہیں ہوتا"۔(۱۰)

اس کا دائرۂ کار وسیع تر ہوتے ہوئے بھی محدود ہے۔ یہ اپنے اندر پوری دنیا کی معلومات تو سمیٹ سکتی ہے، سیکنڈز میں دنیا کے ایک کونے میں بیٹھا شخص دوسرے کونے میں بیٹھے شخص سے بات کر سکتا ہے لیکن یہ انسانی لمس، جذبے یا احساس کو پہنچانے سے قاصر ہے۔ مصنوعی ذہانت جذبات کو ڈیٹا کی صورت میں تو پیش کر سکتی ہے مگر وہ جذبہ یا احساس جسے شعرا اپنے کلام میں پیش کرتے ہیں۔ مصنوعی ذہانت کی زبان میں محض

معلومات یا ٹیکسٹ ہو گا جو فطری انسانی کیفیت سے خالی ہو گا۔

مصنوعی ذہانت اگر اپنے کسی شعر یا کلام کو پیش کرے گی تو وہ اس موضوع پر الفاظ اور معنی کا تجزیہ تو پیش کر سکتی ہے لیکن اس میں درد اور گہرائی کا وہ پہلو نہیں ہو گا جو انسانی دل محسوس کرتا ہے، وہ صرف نظم کو کمپیوٹرائزڈ شعری پیرائے میں سمجھنے کی کوشش کرے گی جہاں جذبات ایک الگورتھم کے ذریعے صرف ایک فارمولا بن جاتے ہیں۔

مصنوعی ذہانت معلومات اور لفظی ذخیرہ تو دے سکتی ہے لیکن جذبات کی وہ گہرائی نہیں دے سکتی جس سے ایک شاعر گزرتا ہے، شاعر کا دل جلتا ہے، وہ واقعات کو تجربات کو اپنے دل پر محسوس کرتا ہے تو تب ایک شعر کی تخلیق ہوتی ہے۔ میرؔ، ناصر کاظمی کے ہاں جو سوز و گداز ملتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ انھوں نے ہجرت کے دکھ اور کئی دکھوں کو اپنی ذات پر سہا، اسی لیے ان کا کلام پڑھتے ہوئے وہی کیفیت قاری پر بھی طاری ہو جاتی ہے، وہ بھی اسی کیفیت کو محسوس کرتا ہے جس سے تخلیق کار گزرا ہے۔ ناصر کاظمی کی مشہور غزل ہے:

دل میں اک لہر سی اٹھی ہے ابھی
کوئی تازہ ہوا چلی ہے ابھی
شور برپا ہے خانۂ دل میں
کوئی دیوار سی گری ہے ابھی (۱۱)

میں نے چیٹ جی پی ٹی سی کہا کہ اس غزل کو وہ اپنے انداز میں کیسے لکھے گی تو مصنوعی ذہانت کے ذریعے چیٹ جی پی ٹی کا کلام پڑھیے:

دل میں اک سوچ بیدار ہوئی ہے ابھی
جیسے کوئی نئی بات ہوئی ہے ابھی
خیالات میں ہلچل سی ہے جاری
کوئی پرانی یاد جاگی ہے ابھی
تو کیوں غمِ دوری سے گھبرا رہا ہے
یہ پل تو بس گزرتا لمحہ ہے ابھی
احساس کی یہ نرم موجیں ہیں ناصر
دل کی دنیا میں کوئی لہر اٹھی ہے ابھی

مصنوعی ذہانت کا یہ شعری نمونہ محض لفظوں کا مجموعہ ہے، پڑھنے کے قابل تو ہے لیکن سر دھننے کے قابل بالکل بھی نہیں۔ مصنوعی ذہانت کے مطابق یہ شعری نمونہ سادگی اور جدید طرزِ احساس کا عکاس ہے، اس میں نئے انداز میں بات کو بیان کیا گیا ہے لیکن شعری اوزان اور شاعری کی تھوڑی بہت سمجھ رکھنے والا انسان بھی انسان کی شعری تخلیق اور مشین کی شعری تخلیق میں فرق کو بخوبی جان سکتا ہے۔ ایک شاعر اپنے عہد، سماج اور حالات سے متاثر ہو کر فکر، تخیل اور سوچ کا ایک ایسا نظام تخلیق کرتا ہے جو اس کی منفرد پہچان کا باعث بنتا ہے، آتشؔ اور میرؔ تقریباً ایک ہی عہد کے شاعر تھے لیکن میر کو زمانے کے غم اور نجی مسائل نے دکھی بنا دیا۔ جب کہ آتش کے ہاں وہ موضوعات نہیں ملتے جن سے میر کی شاعری مزین ہے۔ ایک ہی عہد کے دو شاعر مختلف ماحول، تجربے سے جب واقف ہوتے ہیں تو طبیعت، رجحان، فکری میلان کے مطابق اپنی منفرد شعری دنیا قائم کرتے ہیں۔ ایک شاعر کا فکری نظام، دل و دماغ کی بھٹی میں تپ کر جب کوئی فن پارہ تخلیق کرتا ہے تو وہ اپنی

انفرادیت خود بناتا ہے۔ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

"گو میں تحریر شناس تو نہیں لیکن اس امر پر زور دیے بغیر نہ رہوں گا کہ نظامِ عصبی اور ذہن کی ہم آہنگی سے نظامِ فکر تشکیل پاتا ہے۔ اور یوں تخلیق کار کی پوری شخصیت نوکِ قلم سے روشنائی کی صورت میں صفحہ پر منتقل ہو جاتی ہے"۔(۱۲)

کیا مشینی شاعری اس خصوصیت اور تنوع کی حامل ہو سکتی ہے؟ اس سوال کا جواب تو آنے والا وقت ہی دے گا۔ لیکن اگر تنوع مل بھی جائے تو بھی مشینیں، انسانی جذبات و احساسات کو سمجھنے سے قاصر ہوتی ہیں۔چوں کہ وہ محسوسات سے عاری ہوتی ہیں اس لیے ان کی شاعری پُر اثر نہیں ہو سکتی۔ مصنوعی ذہانت جذبات کی وہ گہرائی نہیں دے سکتی جو شاعر اپنے دل پہ محسوس کر کے لفظوں کی صورت میں بیان کرتا ہے۔

مصنوعی ذہانت مضمون کی صورت میں معلومات تو دے سکتی ہے لیکن۔ شاعری کے میدان میں شاعر کے مقابلے کی مہارت نہیں دکھا سکتی۔ اس کو مددگار آلے کے طور پر تو دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک منفرد تخلیق کار یا شاعر کے طور پر اپنی پہچان نہیں دے سکتی۔ شمیم حنفی سائنس و ٹیکنالوجی کے حوالے سے انسان کی موجودہ ترقی سے متعلق لکھتے ہیں:

"سائنس انھی ضرورتوں اور مقاصد پر دھیان دیتی ہے جن کا اظہار حیاتیاتی اور مادی سطح پر ہوتا ہے۔وجود کی نادیدہ ضرورتیں اور ناشنیدہ صدائیں اس کے ہوش و گوش تک نہیں پہنچتیں..... آلات سوچ نہیں سکتے، نہ محسوس کر سکتے ہیں۔ وہ (سائنس) جب اپنی توانائیوں کو دریافت کرتی ہے تو انسان کو سمندروں کی سطح اور خلا کی بلندیوں تک لے جاتی ہے۔لیکن فرد کے سینے کا سمندر اور روح کا خلا اس کی رسائی سے دور ہوتا ہے.....اس کے تجربے اور طریقِ کار میں یکسانیت کی بے رنگی پیدا ہو جاتی ہے"۔(۱۳)

موجودہ عہد میں مصنوعی ذہانت کی ایک نئی تکنیک چیٹ جی پی ٹی متعارف ہوئی ہے۔ یہ مصنوعی ذہانت کی ایسی جدید تکنیک ہے جس کے پاس دنیا کے ہر سوال کا جواب موجود ہے۔یہ جواب تسلی بخش ہے یا نہیں اس سے متعلق تو سوال کرنے والا ہی بہتر جانتا ہے لیکن آج کل تمام ادبی فن پارے اس چیٹ جی پی ٹی کی مدد سے ممکن ہے۔اس نئی تکنیک سے ادب کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی جا رہی ہے۔ مجموعی طور پر مصنوعی ذہانت سے اردو ادب میں طبع آزمائی کا رجحان بہت زیادہ بڑھتا جا رہا ہے اور وہ وقت زیادہ دور نہیں جب ادبی تخلیقات میں مصنوعی ذہانت کا استعمال کافی زیادہ بڑھ جائے گا۔

اگر مصنوعی ذہانت کے اردو فکشن پر اثرات کا تنقیدی انداز میں جائزہ لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ آرٹ یا فن انسانی جذبات و احساسات کے اظہار کا نام ہے۔ اس سے فن کے نمونے تو سامنے آ سکتے ہیں لیکن انسانی جذبات کی صحیح عکاسی ممکن نہیں کیونکہ مشین کبھی بھی انسانی جذبات و احساسات کو سمجھنے اور محسوس کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ اس لیے مصنوعی ذہانت کے اردو ادب میں استعمال سے انسانی جذبات و احساسات مجروح ہونے کا خدشہ رہے گا۔ مصنوعی ذہانت کے عمل دخل سے مستقبل میں ادیبوں اور تخلیق کاروں کی شہرت بھی کم ہو سکتی ہے اور مختلف ادبی اداروں میں ملازمتوں کی کمی بھی واقع ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہ روبوٹ اور مصنوعی ذہانت سے بنائی مشینیں مستقبل میں انسانی ملازمتوں کو یقینی طور پر کم کر دے گی جس سے بہت سے ادیبوں اور تخلیق کاروں میں بے روزگاری پھیلنے کا ڈر ہے، کیونکہ مصنوعی ذہانت میں یہ قابلیت ہے کہ یہ تھکے بغیر کام کر سکتی ہے۔ یہ مشینیں یا سافٹ ویئرز شاید ان تمام صلاحیتوں سے آراستہ ہوں جو ایک ادیب اور شاعر بننے کے لیے ضروری ہوتی ہیں کیونکہ سائنس کی دنیا

مصنوعی ذہانت کو مکمل اور بھرپور انسان بنانے میں تیزی سے تجربات کر رہی ہے۔ اس مصنوعی ذہانت کے فوائد اور نقصانات ابھی سے سامنے آنا شروع ہو چکے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں اضافہ بھی ممکن ہے۔ بہت سی ایسی سائنس فکشن فلمیں منظر عام پر آچکی ہیں جن میں یہ دکھایا گیا ہے کہ دنیا میں مصنوعی ذہانت غالب آچکی ہے اور وہی انسانوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہو رہی ہے۔ اب یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ اس میں کس حد تک سچائی شامل ہے، جبکہ حالیہ دور میں مصنوعی ذہانت نے اردو فکشن میں تخلیقی عمل کو آسان بنا دیا ہے۔ مختلف اے آئی ٹولز کی مدد سے کہانیاں لکھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہ ٹولز مصنفین کو مختلف کہانیوں کے پلاٹ، کردار، مکالمے اور ماحول تخلیق کرنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ اے آئی کا استعمال مصنفین کے لیے نئے آئیڈیاز پیدا کرنے، الفاظ کے مناسب استعمال، اور جملوں کی درستی کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

مصنوعی ذہانت کے استعمال سے اردو فکشن میں نئے انداز اور موضوعات متعارف ہو رہے ہیں۔ اب کہانی لکھنے کے لیے روایتی طرز پر منحصر نہیں رہنا پڑتا بلکہ اے آئی کی مدد سے ایسی کہانیاں بھی تخلیق کی جا سکتی ہیں جن میں مستقبل کے تصورات، ٹیکنالوجی اور سائنسی حقیقتوں کو شامل کیا گیا ہو۔ یہ اردو فکشن کے دائرہ کار کو فکشن میں نئے مواقع فراہم کر رہی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس کا استعمال سمجھداری سے کیا جائے تا کہ تخلیقی عمل کو محفوظ بنایا جا سکے۔ مصنوعی ذہانت نے اردو فکشن کی دنیا میں ایک نیا باب کھولا ہے جہاں کہانیاں لکھنا، ترجمہ کرنا، تجزیہ کرنا آسان ہو گیا ہے، تاہم یہ ضروری ہے کہ ہم ان نئے امکانات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بھی پروان چڑھائیں۔ اگرچہ اس نئی ذہانت کے ذریعے تخلیقی عمل میں آسانی ہو رہی ہے لیکن انسانی جذبات، تخیل اور ثقافتی پہلوؤں کو سمجھنا اور ان کا اظہار اب بھی مصنفین کی ذمہ داری ہے یوں اردو فکشن جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کی راہ پر گامزن رہ سکتا ہے۔

چوں کہ موجودہ صدی علم و فن کے ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح اردو ادب پر بھی اس کے نمایاں اثرات ہیں۔ اس لیے اس بات سے انکار نہیں کہ مصنوعی ذہانت اردو ادب کے لیے نئے مواقع پیدا کر سکتی ہے۔ یہ سوال کو سمجھ کر سیکنڈز میں حل فراہم کر دیتی ہے۔ اگر آرٹی فیشل انٹیلی جینس کو تربیت دی جائے تو مصنوعی ذہانت سے تخلیق کی گئی شاعری کو اس کی خاص صنف اور ہیئت کے ذریعے پہچاننا ممکن ہے۔ جیسے غزل میں بحر یا قافیہ ردیف کی پابندی، نظم کی مختلف اصناف کی پہچان، نظم کے اصولوں کی سمجھ اور موضوع کے انتخاب میں آزادی، اگر اس کو ان شعری اصناف کی ہیئت کے مطابق تربیت دی جائے تو مصنوعی ذہانت ہیئت کے مطابق شاعری میں معاون ہو سکتی ہے۔ اس کے تخلیقی ٹولز کی مدد سے اظہار کے مواقع بڑھ سکتے ہیں۔ اس سے نئے خیالات اور تصورات تو ملیں گے لیکن یہ انسانی جذبات اور روحانی معنویت کا تجربہ کرنے سے قاصر ہے۔ اس سے شاعری میں تخلیقیت کا تنوع متاثر ہو گا، اور شعری لطافت کا فقدان بھی آسکتا ہے۔ بہر حال ابھی آرٹی فیشل انٹیلی جینس نے اپنے سفر کا آغاز کیا ہے۔ اور مستقبل میں اس میں بہتری کے امکانات وسیع ہیں۔ یہ کہنا قبل از وقت ہے کہ اس سے شاعری کو فائدہ ملے گا یا نقصان لیکن یہ اپنی مشینی طاقت اور لامتناہی صلاحیت سے آنے والے سالوں میں شاعروں کے لیے کئی چیلینجز لے کر آسکتی ہے۔ انسانی شاعری اور اے آئی کی تخلیقات میں توازن سے ہی ادب اور شاعری میں نئے رجحانات جنم لیں گے۔

حوالہ جات

۱. باقر نقوی۔ مصنوعی ذہانت۔ کراچی: اکادمی بازیافت۔ فروری ۲۰۰۶ء۔ ص ۳۴

۲. ارتضیٰ کریم۔ اردو فکشن کی تنقید۔ نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان۔ ۲۰۱۶ء

۳. اشفاق احمد۔ طلسم ہوش افزا۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز۔ ۲۰۰۸ء

۴. شمس الرحمان فاروقی۔ دیباچہ، مشمولہ مصنوعی ذہانت از، باقر نقوی۔ ص ۱۳

۵. ذیشان الحسن عثمانی۔ نثار شید۔ مصنوعی ذہانت۔ اسلام آباد: گفتگو پبلی کیشنز،، ۲۰۲۰ء

۶. صادقہ خان۔ مصنوعی ذہانت۔ انقلاب ثانی یا مکمل تباہی (کالم)، مشمولہ روزنامہ ڈان اردو۔ اسلام آباد۔ ۱۱ مارچ ۲۰۱۷ء

۷. محمد سلمان، ڈاکٹر۔ اردو افسانہ روایت اور امکانات۔ کتابستان چندوارہ، بہار۔ ۲۰۰۴ء

۸. وزیر آغا۔ امتزاجی تنقید کا سائنسی اور فکری تناظر۔ لاہور: اردو سائنس بورڈ۔ ۲۰۰۷ء۔ ص ۸۷

۹. سید عبداللہ۔ مضمون اردو شاعری پر ایک نظر۔ مشمولہ ڈاکٹر وزیر آغا اور اردو شاعری کا مزاج (مرتبہ) ڈاکٹر سعدیہ طاہر۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ء ۲۰۱۴۔ ص ۱۲۴

10. https://adbimras.com/artifical-intelligent-vs human-imagination-by - prof-nasir-abbas-nayyar

۱۱. ناصر کاظمی۔ دیوان۔ لاہور: مکتبہ خیال، طبع چہارم ۱۹۸۱ء۔ ص ۳۳

۱۲. سلیم اختر، ڈاکٹر۔ ادب اور لاشعور۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء۔ ص ۳۸

۱۳. شمیم حنفی۔ جدیدیت اور نئی شاعری۔ لاہور: سنگ میل کیشنز، ۲۰۰۸ء۔ ص ۲۱۱